

افادات غامدی

اخذ و تحریر: معظم صفدر
نظر ثانی: منظور الحسن

[جناب جاوید احمد صاحب غامدی اپنے ہفتہ وار درس قرآن وحدیث کے بعد شرکاء کے سوالوں کے جواب دیتے ہیں۔ ان میں سے چند منتخب سوال وجواب تحریر میں منتقل کر کے پیش کیے جا رہے ہیں۔]

نماز میں سلام پھیرنا اور شہادت کی انگلی اٹھانا

سوال: نماز میں سلام پھیرنے اور جلسے میں شہادت کی انگلی اٹھانے کا پس منظر کیا ہے؟

جواب: نماز میں سلام پھیرتے وقت ہم ”السلام علیکم“ کہہ کر اصل میں نماز سے فارغ ہوتے ہیں۔ یہ بڑا پاکیزہ طریقہ ہے۔ نماز پڑھتے ہوئے ہم اللہ کے حضور میں ہوتے ہیں، اس سے نکلنے کے لیے کوئی علامت تو بہر حال ہونی چاہیے تھی۔ اس کا اس سے اچھا طریقہ کیا ہو سکتا تھا کہ جب ہم نماز مکمل کریں تو اپنے دائیں بائیں رخ کر کے اللہ کی مخلوق کے لیے سلامتی کی دعا کریں۔

جلسے میں شہادت کی انگلی توحید کی علامت کے طور پر اٹھائی جاتی ہے۔ نماز کے ارکان اصل میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارے تعلق کا علامتی اظہار (Symbolic Expression) ہیں۔ یہی معاملہ حج اور قربانی کے ارکان کا بھی ہے۔ یہ علامتی اظہار بڑا اہم ہوتا ہے اور عبادات میں اس سے مقصود درحقیقت ایمانیات کے مختلف اجزاء کو ذہن میں قائم رکھنا ہوتا ہے۔ اس کو ایسے سمجھا جاسکتا ہے کہ ہم اپنے ملک کے جھنڈے کو سلام کرتے ہیں، ترانے کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ سب چیزیں اصل میں ہمارے جذبات کا، ہماری تعظیم کا علامتی اظہار ہیں۔

(اگست ۲۰۰۴)

قیامت میں فرشتوں اور جنوں کا حساب

سوال: کیا قیامت کے روز انسانوں کی طرح فرشتوں اور جنوں کا بھی حساب ہوگا؟

جواب: جنات کے بارے میں قرآن مجید نے ہم کو بتا دیا ہے کہ وہ بھی اسی طریقے سے خیر و شر کی کشمکش میں ڈالے گئے ہیں جس طرح انسان ڈالے گئے ہیں اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ ان میں اچھے بھی ہیں اور برے بھی۔ ان کے انجام کے بارے میں بھی آگاہ کر دیا ہے کہ انسانوں کی طرح ان کے ساتھ بھی اچھائی اور برائی کی بنا پر معاملہ کیا جائے گا۔ مزید یہ بات بھی بتا دی ہے کہ جس طرح ہماری طرف اللہ کے پیغمبر آئے ہیں، اسی طرح ان کی طرف بھی اللہ کے پیغمبر آئے ہیں۔ اس لیے جنوں کے بارے میں تو ہم جانتے ہیں، لیکن فرشتوں کے بارے میں ایسی کوئی بات ہمارے علم میں نہیں ہے۔ البتہ، ان کے متعلق قرآن مجید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی حضوری میں رہتے ہیں اور اختیار رکھنے کے باوجود وہ نہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور نہ اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اس وجہ سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں ان کا حساب کتاب نہیں ہوگا۔ (اگست ۲۰۰۴)

بینک کی ملازمت اور سود

سوال: بینک کی ملازمت، کیا سود کی دستاویز لکھنے اور اس کی گواہی دینے کے زمرے میں آتی ہے؟

جواب: بینک کی ملازمت سود کی دستاویز لکھنے اور اس کی گواہی دینے کے زمرے میں تو یقیناً آتی ہے، لیکن موجودہ دور میں اس معاملے کو اسی طرح دیکھا جائے گا جس طرح اسلام کے ابتدائی زمانے میں غلامی کے معاملے کو دیکھا گیا تھا۔ اس وقت سود کا کاروبار ایسے ہی پھیل چکا ہے جیسے قدیم زمانے میں غلامی پھیل چکی تھی۔ اس وقت اسلام نے غلامی پر یک لخت پابندی عائد کر کے لوگوں کو کسی بڑی مشقت میں مبتلا نہیں کیا، بلکہ ایک تدریج کے ساتھ اس کے خاتمے کی راہ ہموار کی۔ پہلے اس کے راستے بند کیے اور پھر وہ قوانین بنائے جن کے ذریعے سے سوسائٹی سے اس کا خاتمہ ہو سکے۔

سود پر اسلام کو اصل اعتراض یہ ہے کہ یہ ایک اخلاقی برائی ہے۔ آپ کو قرض پر متعین منفعت لینے کا حق نہیں

ہے۔ قرآن کے مطابق یہ درحقیقت دوسرے کا مال غلط طریقے سے کھانا ہے۔

تاہم، موجودہ دور میں اس کا روبرو کی نوعیت یہ بن چکی ہے کہ پوری معیشت اس پر منحصر ہے، بینکوں کا سارا نظام اس پر چل رہا ہے۔ اس لیے اس میں جن لوگوں کو کوئی ملازمت کرنا پڑتی ہے، ان کے لیے وہی قواعد ہوں گے جو غلامی کے نظام میں پھنسے ہوئے لوگوں کے بارے میں تھے۔

آدمی اگر بہتر ماحول میں جاسکے تو اس کی کوشش کرنی چاہیے اور اللہ سے عفو و درگزر کی توقع رکھنی چاہیے۔

(اگست ۲۰۰۴)

اسلام سے پہلے نماز

سوال: کیا اسلام سے پہلے بھی نماز پڑھی جاتی تھی؟ اگر ایسا ہے تو کیا اس میں بھی سورہ فاتحہ اور باقی

آیات ایسے ہی پڑھی جاتی تھیں جیسے اب مسلمان پڑھتے ہیں؟

جواب: نماز اصلاً رکوع، سجود، قعدے اور قیام کا نام ہے۔ اس کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے، جتنی خود مذہب کی

ہے۔ اس کا تصور تمام مذاہب میں رہا ہے اور اس کے مراسم اور اوقات بھی کم و بیش متعین رہے ہیں۔ قرآن نے بتایا

ہے کہ اللہ کے تمام پیغمبروں نے اس کی تعلیم دی ہے۔ جہاں تک اس میں پڑھے جانے والے اذکار کا تعلق ہے تو

اسلام سے پہلے جو الہامی کتابیں موجود تھیں، انہی کے کلمات پڑھے جاتے تھے۔ یہ اذکار قدیم صحائف میں دیکھے جا

سکتے ہیں۔ (اگست ۲۰۰۴)

مجبوری کی وجہ سے غلط کام کا ارتکاب

سوال: انسان کو زندگی میں اگر کسی وقت حالات اس قدر مجبور کر دیں کہ صحیح بات کو جاننے کے باوجود غلط

بات کو اختیار کرنا اس کی مجبوری بن جائے تو اس صورت حال میں اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اگر کوئی آدمی کسی اضطراب یا مجبوری کی وجہ سے کوئی غلط کام کرتا ہے تو خدا کی رحمت سے یہ امید رکھنی چاہیے کہ وہ اسے معاف فرمادیں گے۔ البتہ، اضطراب اور مجبوری کی کیا نوعیت ہے، اس کا ادراک ضروری ہے۔ لوگ بعض اوقات بہت معمولی باتوں کو مجبوری بنا لیتے ہیں۔ اللہ کے ہاں اس کا راز بھی کھل جائے گا۔ (اگست ۲۰۰۴)

یہود و نصاریٰ کے لیے دعا کرنا

سوال: درود ابراہیمی پڑھتے ہوئے ہم آل ابراہیم کے الفاظ ادا کرتے ہیں، جس سے یہ یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے بھی دعا بن جاتی ہے، اس لحاظ سے درود ابراہیمی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے دعا کرنے میں کیا حرج ہے۔ ان کے نیک لوگوں کے لیے ہم کو دعا ہی کرنی چاہیے۔ وہ بھی اللہ کے دین کو ماننے والے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں۔ ان میں سے جو لوگ جانتے بوجھتے حق کا انکار نہیں کر رہے، ان کے لیے ہم دعا کیوں نہیں کریں گے! (اگست ۲۰۰۴)

انسانوں کی آزمائش کی حکمت

سوال: اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ کیا وہ انسانی مزاج کو نہیں جانتا پھر اسے امتحان لینے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے یہ امتحان اپنے لیے نہیں لیا، بلکہ آپ کے لیے لیا ہے، تاکہ آپ کو استحقاق کی بنا پر اجر دے سکے۔ اگر وہ اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ کر دیتا تو آپ قیامت میں اس کی عدالت میں مقدمہ لے کر کھڑے ہو جاتے کہ آپ نے موقع تو دیا ہی نہیں تھا۔ چنانچہ جان رکھیے کہ یہ ساری آزمائش آپ کے استحقاق کو قائم کرنے کے لیے ہے۔ (اگست ۲۰۰۴)

معصوم لوگوں کا نمونہ عبرت بنایا جانا

سوال: بعض اوقات اللہ تعالیٰ بے گناہ اور معصوم لوگوں کو دوسروں کے لیے عبرت کا نمونہ بنا دیتے ہیں۔

جنہیں عبرت بنایا گیا ہے، ان کا کیا قصور ہے؟

جواب: یہ دنیا انصاف کے اصول پر نہیں، بلکہ امتحان کے اصول پر قائم کی گئی ہے۔ انصاف کے اصول پر قائم ہونے والی دنیا قیامت کے بعد ظہور پذیر ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ اس دنیا میں ظلم بھی ہو گا، زیادتی بھی ہوگی اور کسی کو عبرت بھی بنایا جائے گا، یہ سب معاملات اسی طرح ہوں گے، کیونکہ یہ سب امتحان کے لیے ہے۔ اگر آپ اس میں کامیاب ہو گئے تو انصاف آپ کا منتظر ہے۔ اُس دنیا میں انصاف حاصل کیجیے اور اس کو امتحان سمجھ کر زندگی بسر کیجیے۔ (اگست ۲۰۰۴)

اسلام کا زبان سے اقرار اور عمل سے نفی کرنا

سوال: زبان سے کلمہ اسلام کا اقرار اور عمل سے اس کی نفی کرنے والے کو کیا کہیں گے؟

جواب: کہنے کی ضرورت کیا ہے؟ یعنی کیا یہ ضروری ہے کہ ایسے شخص پر لازماً کوئی فتویٰ لگایا جائے۔ اگر کوئی آدمی کوتاہی کر رہا ہے تو ہمیں اپنے بھائی کو اس کوتاہی سے نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اسے بھلائی کی طرف دعوت دینی چاہیے، اس تک اللہ کا پیغام پہنچانا چاہیے۔ اس کے بارے میں فتویٰ صادر کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

(اگست ۲۰۰۴)

خاوند سے پوچھے بغیر خرچ کرنا

سوال: خاوند اگر سخت مزاج، بلکہ بد مزاج ہو تو کیا یہ ٹھیک ہے کہ بیوی اس کی کمائی کو گھریلو اخراجات

کے لیے اس سے پوچھیں بغیر استعمال کر سکتی ہے؟ یہ عمل چوری کے زمرے میں تو نہیں آ جاتا؟
جواب: بیوی کے نان و نفقے کی ذمہ داری شوہر پر ڈالی گئی ہے۔ ایک بار جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سوال پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے خرچ کے برابر لے سکتی ہو۔ اس کو چوری نہیں کہا جائے گا۔ یہ شوہر پر تمھاری ذمہ داری ہے۔

مگر، اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ آپ اس رعایت سے فائدہ اٹھالیں اور جو جی چاہے کرنا شروع کر دیں۔
(اگست ۲۰۰۴)

زکوٰۃ یا ٹیکس

سوال: زکوٰۃ اسلامی حکومت کا ٹیکس ہے، ہماری حکومت خالصتاً اسلامی نہیں اور نہ وہ ہم سے وصول کیے ہوئے ٹیکس کو زکوٰۃ کے آٹھ مصارف پر خرچ کرتی ہے، تو پھر ہم کیسے سمجھ لیں کہ ہماری زکوٰۃ ادا ہو گئی ہے؟
جواب: ٹیکس کو خرچ کرنا حکومت کا کام ہے۔ آپ جس کو اسلامی حکومت کہتے ہیں وہ بھی جب قائم ہو جائے گی تو کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کتنا صحیح خرچ کرے گی اور کتنا غلط، کیونکہ ہر حکومت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی حکومت نہیں ہوتی۔ اس لیے آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ اپنا فرض پورا کریں اور حکومت کو تلقین اور نصیحت کریں کہ وہ اپنے رویے ٹھیک کرے۔

زکوٰۃ کو ٹیکس کی حیثیت سے حکومت کو ادا کر کے باقی ٹیکسوں سے خود کو بری سمجھنا ایک اجتہادی رائے ہے، اگر آپ کا اس پر اطمینان نہیں ہوتا تو آپ دوسری صورت اختیار کر سکتے ہیں، یعنی ٹیکس بھی ادا کر دیں اور زکوٰۃ بھی۔

(اگست ۲۰۰۴)